اسلام، عیسائیت اور ایتھوپیا کی خارجہ پالیسی

سیف الدین آدم حسین☆

عیسائیت اور اسلام ایتھوپیا میں

یہ کہنا بجا ہوگا کہ 'ہورن آف افریقہ' اور بالخصوص ایتھوپیا کی تاریخ کو رنگدار بنانے میں مذہبی مناقشات نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس علاقے میں اسلام اور عیسائیت کے درمیان تنازعے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ ایتھوپیا میں عیسائیت کا تعارف پہلی دفعہ اس وقت ہوا جب چوتھی صدی عیسوی میں بادشاہ ایزانا (Ezana) نے عیسائیت کو قبول کیا۔ چھٹی صدی عیسوی میں موجودہ ایتھوپیا بالخصوص اس کے جنوبی خطے میں اسلام بھی کامیابی سے پھیل رہا تھا، جہاں کی مقامی آبادی شمال کی جانب سے عیسائی سلطنت کے پھیلاؤ کے خلاف اسے ایک نئی مذہبی نظریاتی قوت تصور کرتی تھی۔ ایتھوپیا کے بادشاہ شروع سے ہی مذہب کی تبدیلی کے لیے زور اور زبردستی سے کام لیتے رہے۔ تاکہ وہ مسلمان آبادی کو جڑ سے اکھاڑ سکیں اور یہ اس کے باوجود ہے کہ اسلام بھی عیسائیت کی طرح اس خطے میں مستحکم تھا۔

شہنشاہ ٹیوڈروس (Tewodros) (۱۸۵۵-۶۸ء) کے بارے میں تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ وہ ایتھوپیا کی جدید تاریخ کا بانی تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے کچھ ہی عرصے بعد ٹیوڈروس نے فرمان جاری کیا کہ مسلمان یا تو عیسائیت قبول کر لیں یا ملک چھوڑ کر چلے جائیں۔ تاہم ٹیوڈروس پہلا ریاستی بادشاہ نہ تھا جس نے مسلمانوں کو باضابطہ طور پر جبر و تشدد کا نشانہ بنایا۔ اپنے پیش رووں اور اپنے بعد آنے والوں کی طرح اس نے عیسائیت کو داخلی پالیسی اور خارجی رویے کا محور بنایا۔

ٹیوڈروس کے جانشین شہنشاہوں یوہانس اور مینلک نے بھی اسلام کے بارے میں فرمان جاری کیا جس میں مسلمانوں کو عیسائیت قبول کرنے یا ملک چھوڑنے کے لیے کہا گیا تھا۔ تبدیلی

☆Seifuddin Adem Hussien, "Islam, Christianity and Ethopia,s Foreign Policy," *Journal of Muslim Minority Affairs*, 17:1 (1997), PP. 129-139

(تلخیص: سجاول خان رانجھا)

والوں کے ذہنوں پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ جرمنی کے بادشاہ ولیم دوم کے نام بادشاہ مینلک کے خط میں سچائی کا عنصر موجود ہے کہ 'ہم نے اپنے سپاہیوں کا خون کافروں کی سرزمین پر اس لیے بہایا تاکہ عیسائیت کو فروغ حاصل ہو سکے۔'

اسلام اور عیسائیت کے درمیان معرکہ اس وقت اپنے عروج پر پہنچا جب ۱۹۱۳ء میں شہنشاہ مینلک نے اپنے بیٹے ایازو کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ ایازو کے تخت نشین ہونے کے بعد بتایا جاتا ہے کہ اس نے اسلام کی طرف جھکاؤ کا مظاہرہ کیا چنانچہ ایازو کو تخت سے اتار دیا گیا اور ۱۹۱۶ء میں اسے قوم سے ''غداری'' کے الزام میں قید کر دیا گیا۔

ایازو کے خلاف بغاوت کے سرغنہ راس آفاری یا بعد میں پکارے جانے والے نام کے مطابق ہیل سلاسی نے قیادت سنبھالی اور سرکاری طور پر شہنشاہیت پر فائز ہونے کے بعد اس نے ایتھوپیا پر ۱۹۷۴ء تک حکومت کی۔ وہ حقوق اور اختیارات، جن کے بل بوتے پر ہیل سلاسی نے ایتھوپیائی سلطنت پر نصف صدی تک حکومت کی، کاپٹک عیسائی چرچ کی مذہبی روایت کی طرف سے تفویض کئے گئے تھے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ ایتھوپیا میں اسلام کے پیروکار ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں، بلکہ بعض ذرائع کے مطابق کل آبادی کا ۶۰ فیصد ہیں، ایتھوپیا عیسائی ملک کہلاتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ تاریخی لحاظ سے ایتھوپیا ایک عیسائی مملکت رہا ہے، لیکن ۱۹ویں صدی کے اختتام پر ایتھوپیائی سلطنت میں مسلمان علاقوں کو شامل کرنے سے اس کی صورت حال بالکل تبدیل ہو گئی۔

اریٹیریا میں تنازعہ

اریٹیریا کی جدید تاریخ یکم جنوری ۱۸۹۰ء سے شروع ہوتی ہے، جب اٹلی نے علاقے پر قبضہ کر کے اس کا نام اریٹیریا رکھ دیا۔ یہ ایک لاطینی نام ہے، جو بحیرہ قلزم کی ہمسائیگی میں ہونے کے باعث اسے دیا گیا ہے۔ اس سے قبل اریٹیریا کو کبھی کسی قسم کی علاقائی یگانگت میسر نہیں آئی۔ اس کی کبھی اپنی حکومت تھی اور نہ ہی اس کا کبھی کوئی نام تھا۔ تاہم علاقے پر تنازعے کی تاریخ اس کے اٹلی کی کالونی بننے سے پہلے کی ہے۔ بحیرہ قلزم جسے مشرق بعید، یورپ اور مشرق وسطیٰ کی مسلم سلطنتوں اور ان کے ساحلی علاقوں کے درمیان عالمی تجارت کا سب سے بڑا راستہ سمجھا جاتا ہے، پر قبضے کا قصہ بہت پرانا ہے۔ جہاں تک ایتھوپیا کے اریٹیریا کے ساتھ تعلقات کا سوال ہے عیسائیت کی ابتدائی صدیوں میں ایک عیسائی مملکت کا اس

علاقے پر تسلط رہا۔ بعد ازاں امہارا (ایتھوپیا) کے اس پر کنٹرول میں کبھی تسلسل نہیں رہا۔

اریٹرین لبریشن فرنٹ ۱۹۶۱ء میں تشکیل پایا اور تھوڑی ہی مدت بعد اس نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا۔ ۱۹۶۴ء کے بعد اس کی کارروائیوں میں تیزی آئی۔ فرنٹ کو زیادہ تر حمایت علاقے کے مسلمان اور عرب ممالک سے میسر آئی۔ تاہم یہ حمایت ہر ملک کے حساب سے مختلف تھی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہم ترین عوامل میں سے ایک، جس نے اریٹریا میں عرب اور مسلمانوں کی سرگرم حمایت میں تیزی پیدا کی، یہ حقیقت ہے کہ ایتھوپیا اس خطے میں پہلا ملک تھا، جس نے اسرائیل کو تسلیم کیا تھا اور اسرائیل اسے تکنیکی اور فوجی امداد فراہم کر رہا تھا۔ اسرائیل کے اس دوستانہ انداز سے مسلم دنیا میں اسے بحیرہ قلزم کے علاقے میں یہود و نصاریٰ کے گٹھ جوڑ کے معنوں میں لیا گیا۔ ایتھوپیا اور اسرائیل کے درمیان اتحاد کی ایک بنیاد ایتھوپیا کا اسرائیل اور بائبل کے بارے میں روایتی نقطۂ نظر ہے، دوسرا اسلام ان کے لیے ایک مشترکہ دشمن کی صورت میں علاقے میں موجود ہے۔ مزید برآں اریٹریا کی علیحدگی کی تحریکوں کا آغاز اریٹریا کے مسلمانوں کی بغاوت سے ہوا، جس سے عرب دنیا نے انہیں عرب عوام کی اس جدوجہد کا حصہ سمجھا جو وہ اپنے ناقابل تنسیخ حق خودارادیت کے حصول کے لیے انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ مسلم اریٹریا کی آزادی کی جدوجہد عرب دنیا کے اکثریتی رہنماؤں کے لئے ان کے تزویراتی مقاصد کا حصہ بن گئی۔

ایتھوپیا کی نئی انقلابی حکومت کے قیام کے بعد آنے والے سالوں میں طاقت کا توازن ایتھوپیائی حکومت اور علیحدگی پسند تحریکوں کے درمیان منتقل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ علیحدگی پسند تحریکوں کی کامیابی نے حکومت کو مجبور کیا کہ وہ 'امن کے سنجیدہ مذاکرات' میں حصہ لے۔ لیکن تاخیر ہو چکی تھی۔ ایتھوپیا کی سوشلسٹ حکومت کا خاتمہ بھی ہوا اور اریٹریا کی علیحدگی کی تحریکیں بھی کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ ۲۵ اپریل ۱۹۹۳ء کو اقوام متحدہ کی زیرنگرانی ریفرنڈم میں اریٹریا کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا اور امریکہ نے اس کی تائید کی۔

ایتھوپیا کی خارجہ پالیسی اور تاریخی خطرہ

ایتھوپیا کی خارجہ پالیسی گذشتہ کئی دہائیوں میں حقیقی یا تصوراتی خطرے سے عبارت ہے۔ اس کا ماخذ اس کے اردگرد کے مسلمان ممالک ہیں۔ خطرے کا یہ احساس ایتھوپیا کے حکمران طبقے کے رویے اور اقدامات میں نفوذ کئے ہوئے ہے۔ اس 'تاریخی خطرے' کو رواں

بین الاقوامی سیاسی موسم اور رہنماؤں کے سیاسی عقائد کی مناسبت سے مختلف نظریاتی رنگوں میں پینٹ کیا جاتا ہے۔

شہنشاہ ہیل سلاسی کی حکومت کے دوران ایتھوپیا کا خود ساختہ امیج مسلمان مخالفین میں گھرے ایک عیسائی جزیرے کا تھا۔ یہ 'عثمانی خطرے' کا وہ عصری امیج معلوم ہوتا ہے، جس کے بارے میں سابقہ عیسائی شہنشاہ اکثر شکایت کرتے تھے۔ ایتھوپیا کے بیرونی دنیا سے تعلقات میں بھی اس کا یہ خود ساختہ امیج کارفرما تھا۔ چنانچہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ ایتھوپیا کے امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ قریبی تعلقات رہے ہیں۔ ۱۹۷۰ کی اخیر دہائی میں یہ امیج بہت حد تک درست ہوا۔ کم از کم سرکاری سطح پر نظریے کی اہمیت پر زور دیا جانے لگا۔ چنانچہ نئے فوجی سوشلسٹ رہنماؤں کے لیے اسلام سے خارج ہونے والے تصوراتی تاریخی خطرے کے تناظر میں مذہب 'غریب کے لیے افیون' تھا۔

۱۹۷۰ء کی اواخر دہائی میں ایتھوپیائی قیادت کی طرف سے یہ تاثر پھیلایا گیا کہ وہ رجعت پسند عرب قوتوں کے درمیان گھری ہوئی ہے۔ جبکہ اس نے ہمسایہ عرب ملکوں کے رہنماؤں کو '(امریکی) سامراجیت کا ایجنٹ' قرار دیا۔ الزام تراشی کو کرنل مینگسٹو ہیل مریم نے پان افریقی رنگ دینے کی کوشش کی اور جولائی ۱۹۷۷ء کو افریقی اتحاد کی تنظیم سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اریٹیریا کے لیے عرب / مسلمان ملکوں کی حمایت کو 'افریقی ایتھوپیا کے خلاف عرب جنگ' قرار دیا۔

سوڈان کی حکومت کو کمزور کرنے کے لیے ایتھوپیا کی حکومتوں نے ماضی میں حکومت مخالف قوتوں کی حمایت کی۔ سوڈان نے برابر کا جواب دیا۔ جب مئی ۱۹۹۱ء میں حکومت مخالف طاقتوں نے فوجی حکومت کا تختہ الٹ دیا، تو امید پیدا ہو چلی تھی کہ ہر دو ملکوں کے درمیان مخاصمت کا اب خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن جیسے ہی نئی حکومتوں نے ایتھوپیا میں اقتدار سنبھالا اور اریٹریا نے آمریت پر فتح کی سالگرہ منائی، الزامات اور جوابی الزامات کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اکثریت یا اقلیت - معمہ یا حقیقت

اسے چاہے تسلیم نہ کیا جائے، ایتھوپیا ایک عرصے سے مسلمان ملکوں کے سمندر میں اپنی عیسائی حیثیت کھو چکا ہے۔ اس کی وجہ بڑے پیمانے پر وہ مسلم علاقے ہیں، جن پر گذشتہ صدی کے اختتام پر ایتھوپیا نے قبضہ کیا تھا۔ اس سے بطور عیسائی ملک ایتھوپیا کی خصوصی حیثیت بہت

حد تک تبدیل ہوگئی۔ اس وقت مسلمان اکثریت میں نہ بھی ہوں، وہ ایتھوپیا کی آبادی کا نصف ضرور ہیں۔ امریکی دفتر خارجہ کے نیشنل انٹیلی جینس جائزوں کی خفیہ فائلوں کے مطابق ایتھوپیا میں عیسائیوں کی آبادی صرف ۱۵ فیصد ہے۔ یہ ایک حد تک حقیقی اعداد و شمار دکھائی دیتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ یہ اندازہ تقریباً ۳۰ سال پرانا ہے۔

۱۹۵۸ء کے اعداد و شمار کو پیش نظر رکھا جائے تو بلا شبہ مسلمان ہی اس وقت اکثریت میں تھے تب سے ایسے عوامل دکھائی نہیں دیتے جن کے حوالے سے آبادی کے رجحان میں کوئی تبدیلی آئی ہو۔ اس کے برعکس جب تعدد ازواج پر وسیع پیمانے پر عمل درآمد اور مسلمانوں میں بڑے خاندان پالنے کا تناسب پیش نظر ہو تو اعتماد کے ساتھ کہا سکتا ہے کہ ایتھوپیا میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ یوں ایتھوپیا کسی طور بھی عیسائی ریاست نہیں ہے، جیسے کہ وہ کسی دور میں ہوا کرتا تھا۔

ایتھوپیا میں عیسائی آبادی سے متعلق کنفیوژن کی ایک وجہ قومی سیاست میں عیسائیوں کا غلبہ ہے۔ گذشتہ چند دہائیوں کے دوران وزارتی عہدوں پر مسلمانوں کو غیر حقیقی طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ ۱۹۴۳ء اور ۱۹۸۷ء کے درمیان ایتھوپیا کے کسی مسلمان کو کوئی اہم وزارتی عہدہ نہیں دیا گیا۔ مسلمان حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر کبھی فائز نہ ہو سکے۔ چنانچہ ان کا اثر و نفوذ ان کے تناسب کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ مارکاکس کے الفاظ میں ''شہنشاہی ایتھوپیا میں ... ایک غیر عیسائی کے لیے، جو امہارک زبان بھی نہ بول سکتا ہو، سوئی کی نوک میں سے گزرنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ طاقت اور استحقاق کے خوشنما دائرے میں داخل ہو سکے''۔ تین دہائی قبل اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایتھوپیائی وفد کے ایک سربراہ نے اس سوال کے جواب میں کہ ایک بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود مسلمانوں کو حکومت میں مناسب نمائندگی حاصل نہیں ہے، بتایا کہ اگر زیادہ تر مسلمان ان کے ملک کی انتظامیہ میں حصہ نہیں لیتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تجارت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا پسند کرتے ہیں۔

آزادی کے بعد اریٹیریا کی کیا پوزیشن ہے؟ کیا یہ ایک مسلمان ملک ہے یا عیسائی؟ اریٹیریا بنیادی طور پر ایک مسلم معاشرہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس حقیقت کے باوجود کہ استعماریت نے تمام اریٹیریا کو یکساں متاثر کیا، یہ مسلمان ہی تھے، جنہوں نے جنگ آزادی کا آغاز کیا تھا۔

اریٹیرین جدوجہد آزادی کے آخری مرحلے میں بالائی حلقے کے عیسائی عناصر غالب

آ گئے اور اب وہ غیر متوازن طور پر اریٹیریا کی نئی ریاست میں ریاستی طاقت کو اپنے تصرف میں لئے ہوئے ہیں۔ اس بات کا اعادہ بے جا نہ ہوگا کہ ایتھوپیا نے مختلف مذہبی گروپوں کو سیاسی ڈھانچے میں ضم کرنے کے بعد ان کے حقوق کا تذکرہ تو کجا ان کے وجود سے ہی انکار کر دیا اور صرف اس وجہ سے کہ ان کا تعلق حکمران طبقے سے مختلف ایک دوسرے مذہبی گروپ سے تھا۔

نتیجہ

ایتھوپیا کا امیج بطور ایک عیسائی ملک، کتنا ہی پرانا کیوں نہ ہو، یہ ایتھوپیا کی داخلی سیاست اور خارجہ پالیسی کے تعین میں ابھی تک کار فرما ہے۔ یہ ایتھوپیا اور پورے علاقے کے مفاد میں ہے کہ ایتھوپیا پرانے امیج کو ختم کرے اور بحر قلزم کے دو اطراف میں واقع ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط بنائے۔ اس کے لیے دو طریقے ہیں: اول یہ کہ ایتھوپیائی مسلمانوں کو یقین دلایا جائے کہ ایتھوپیا ان کا بھی اتنا ہی ملک ہے، جتنا کہ یہ عیسائیوں کا ہے۔ دوم، ایتھوپیا کے خارجہ پالیسی سازوں کو علاقائی موضوعات پر مسلم اور عرب ممالک کے ساتھ قریبی تعلقات کے ذریعے اعتماد کی بحالی کے اقدامات کرنے چاہئیں۔ حقیقت میں داخلی بے انصافی کی اصلاح ہی ایک معنی خیز، مثبت اور طویل المدت تجدید تعلقات کی بنیاد بن سکتی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ اس وقت مسلمان 'ہورن آف افریقہ' کی آبادی کا ۷۵ فیصد ہیں۔

ایتھوپیا کو جو تزویراتی حیثیت حاصل تھی، چاہے ہمیشہ کے لئے نہ سہی ایک طویل عرصے کے لیے ختم ہو چکی ہے۔ سرد جنگ کا اہم دائرہ کار، جس کے حوالے سے ایتھوپیا کی بڑی طاقتوں کے ساتھ وابستگی قائم تھی، برقرار نہیں رہا۔ اریٹیریا آزاد ہو چکا ہے جبکہ ماضی میں ایتھوپیا کی اہمیت اریٹیریا پر کنٹرول اور بحر قلزم کے ساحلی علاقے کے ساتھ اس کی سرحدوں کے ملنے کے باعث نمایاں تھی۔ اریٹیریا کی آزادی ایتھوپیا کے لیے ایک ضرب کاری ہے۔ وہ اپنے نقصان کو اپنے ہمسایوں کے ساتھ قریبی تعلقات کے ذریعے کم کر سکتا ہے۔ علاقے کے ممالک میں وجہ تنازعہ بحیرہ قلزم اب ایتھوپیا کی عملداری میں نہیں ہے۔ یوں مستقبل کے استحکام اور خوشحالی کا انحصار ایتھوپیائی قیادت کی آمادگی پر ہے کہ وہ بحیرہ قلزم کے علاقے میں علاقائی اتحاد قائم کرے۔ ایتھوپیا اس مقصد کے لیے کوئی اقدام اٹھا سکتا ہے اور اسے اٹھانا بھی چاہیے۔